Digitized By Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳ | رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل
روزنامہ
قادیان
دوشنبہ

جلد ۳۳ | ۳ ماہ تبوک ۱۳۲۴ ہش | ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ | ۳ ستمبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۲۰۶

مدینۃ المسیح

قادیان ۳ ماہ تبوک۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ڈلہوزی سے بوجہ ٹیلیفون لائن کی خرابی کے آج کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔

آج صبح مولوی تاج الدین صاحب فاضل لائلپوری نے "اسمہ احمد" کی پیشگوئی پر تعلیم القرآن کلاس کے لئے پُر از دلائل تقریر کی۔

افسوس سید عبدالعزیز شاہ صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کاہنووان ضلع گورداسپور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے تھے۔ کاہنووان میں بعمر ۷۴ سال پرسوں بروز جمعہ وفات پا گئے۔ رات کو جنازہ کندھوں پر یہاں لایا گیا۔ اور کل صبح ۱۰ بجے کے قریب حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

نظارت دعوت و تبلیغ کیطرف سے مولوی عبدالغفور صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب کو بعید داء

روزنامہ الفضل قادیان — ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیبت ناک پیشگوئی کا ظہور

جزائر کے رہنے والوں کی کوئی مصنوعی خدا مدد نہ کر سکا

(از ایڈیٹر)

اس جنگ عظیم کے دوران میں جو سرکاری طور پر آج ہی ختم ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر رؤیا اور کشوف کے ذریعہ جن اہم امور کا قبل از وقت انکشاف فرمایا۔ اور جو اپنے وقت پر حیرت انگیز اور غیر معمولی حالات میں حرف بحرف پورے ہوئے وہ بھی دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشانات ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی کئی ایک پیشگوئیاں بھی اس جنگ عظیم اور خاصکر جاپان کی جنگ کے ذریعہ اس حیرت انگیز طریق سے پوری ہوئی ہیں۔ کہ غور و فکر کرنے والے کسی انسان کو ان کے پورا ہونے میں قطعاً شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

اگرچہ ان پیشگوئیوں کے متعلق بعض اصحاب نے اپنے مضامین میں ذکر کیا ہے۔ لیکن چونکہ جاپان سے متعلق پیشگوئی کا یہ پہلو تشنہ تکمیل ہے۔ کہ شاہنشاہ جاپان کو جاپان میں کیا پوزیشن حاصل تھی۔ اس کا کس قدر اثر اور رسوخ تھا۔ رعایا کے دل میں اس کی کس قدر شوکت و عظمت تھی۔ اس لئے اس بارہ میں کچھ مزید عرض کیا جاتا ہے۔ تا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے نہایت شان اور عظمت کے ساتھ پورے ہونے کا ثبوت مل سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں ایک غیر معمولی تباہی و بربادی کے آنے کا ذکر کرتے ہوئے اور ساری دنیا کو اس سے ڈراتے ہوئے یورپ اور ایشیاء اور جزائر کے رہنے والوں کو خاص طور پر مخاطب کر کے تحریر فرمایا:۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیاء تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۵۶)

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ یورپ پر بہت بڑی اور بہت زیادہ مصیبت آنیوالی تھی۔ گویا سارے کے سارے یورپ کا امن برباد ہونے والا تھا۔ چنانچہ اس جنگ عظیم میں ایسا ہی ہوا سوائے چند ایک چھوٹے چھوٹے ممالک کے جنگ کے سیلاب نے تمام کے تمام یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور براہ راست جنگ یورپ کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک پھیل گئی۔ پھر قریباً ۶ سال کی جنگ کے دوران میں جو کچھ یورپ میں ہوا اس کے تصور سے بھی آج رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد ایشیاء کے متعلق فرمایا۔ یہ بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ گویا مصیبت تو اس پر بھی نازل ہوگی مگر یورپ کی نسبت کم۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان دونوں براعظموں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جزائر کا ذکر خاص طور پر علیحدہ فرمایا۔ اور جہاں ان کی تباہیوں اور بربادیوں کے متعلق اطلاع دی۔ وہاں یہ بھی فرمایا کہ "اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔" گویا جزائر کے رہنے والوں کا خصوصیت کے ساتھ مصنوعی خدا سے تعلق ہے۔ اور اس علامت سے معلوم کیا جا سکیگا۔ کہ وہ کون لوگ ہیں۔

بے شک عیسائی بھی یسوع مسیح کو خدا سمجھتے ہیں۔ لیکن ایک تو عیسائی صرف جزیروں میں نہیں رہتے۔ بلکہ جزیروں کی نسبت ان کے ممالک زیادہ وسیع ہیں دوسرے یورپ میں رہنے والوں سے وہی مراد ہیں۔ اور یورپ کے لفظ سے انہی کو مخاطب کیا گیا ہے تیسرے عیسائیوں میں یسوع مسیح کی الوہیت کا عقیدہ ایک پرانا عقیدہ ہے۔ جس پر متعصب لوگوں کے سوا عام باشندے یقین نہیں رکھتے۔ بلکہ اس کے خلاف آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں کچھ اور لوگ ہیں۔ جو صدیوں سے صرف جزیروں میں ہی رہتے چلے آ رہے ہیں۔ اور وہ اپنے بادشاہ کو بمنزلہ خدا سمجھتے۔ اور اسی رنگ میں اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور وہ جاپانی ہیں۔

جرمنی کی شکست کے بعد اتحادیوں کی پوری توجہ جب جاپان کیطرف مبذول ہوئی۔ تو یہ سوال بڑے زور سے رونما ہو گیا کہ جاپانی جو اپنے شہنشاہ کو خدا سمجھتے ہیں۔ ان کے لئے اس وجہ سے اطاعت قبول کرنا مشکل ہوگا کہ وہ اپنے شہنشاہ کی ویسی ہی تعظیم و تکریم قائم رکھنا ضروری سمجھیں گے۔ جیسی کہ صدیوں سے ان میں قائم چلی آ رہی ہے۔ مگر اتحادیوں کے لئے اسے قبول کرنا مشکل ہوگا۔ چنانچہ ابتدا میں جاپانیوں نے یہی بات پیش کی کہ اگر ہمارے شہنشاہ کے اختیارات میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔ تو ہم ہتھیار ڈالنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جب ان کی یہ پیشکش منظور نہ ہوئی۔ اور اتحادیوں نے ان پر مزید دباؤ ڈالا۔ تو انہوں نے مرتا کیا نہ کرتا کے ماتحت یہ منظور کر لیا۔ کہ شہنشاہ جاپان اتحادی کمان کے افسر اعلیٰ کے ماتحت کام کریگے۔ اور اسطرح ثابت کر دیا۔ کہ انہوں نے جس انسان کو مصنوعی خدا بنا رکھا تھا۔ وہ نہ صرف انکی کچھ بھی مدد نہ کر سکا۔ بلکہ اپنی مدد بھی کرنے کے قابل نہ ثابت ہوا۔ خدائے حقیقی نے کیا ہی سچ فرمایا ہے کہ ضعف الطالب والمطلوب کہ مصنوعی خدا کو ماننے والے اور مصنوعی خدا نہایت کمزور اور بے کس ہوتے ہیں۔ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ایسے لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ وہ تو ایک مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے خواہ وہ سب کے سب اکٹھے ہو جائیں۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی
بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا [illegible] سے شائع کی

اور مکھی کا پیدا کرنا تو الگ رہا۔ اگر مکھی اُن سے کچھ چھین لے تو ان میں اتنی بھی ہمت نہیں ہوتی کہ مکھی سے کچھ چھڑا سکیں۔

موجودہ زمانہ میں ساری دنیا میں سوائے جاپانیوں کے کوئی ایسی قوم نہیں جو ایک طرف تو ترقی کی دوڑ میں موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ اقوام کے دوش بدوش سرگرم جدوجہد ہو۔ اور دوسری طرف دقیانوسی خیالات میں اس درجہ غرق ہو کہ ایک جیتے جاگتے۔ آنکھوں کے سامنے چلتے پھرتے اور تمام حوائج انسانی رکھنے والے انسان کو خدا سمجھتی ہو۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی میں گو دوسرے جزائر میں رہنے والے اُن لوگوں کا بھی ذکر ہے۔ جو مشرکانہ عقاید رکھتے اور خدا تعالیٰ کی صفات کسی اور ہستی میں یقین کرتے ہیں۔ لیکن جاپان کا ذکر خاص طور پر ہے۔ اور سب سے پہلے انہی کا ذکر ہے۔ کیونکہ جاپانی اپنے شہنشاہ کو جو درجہ دیتے اور جس تعظیم و تکریم کو اس کے لئے روا رکھتے ہیں وہ کسی اور قوم میں نہیں پائی جاتی۔

اس کے متعلق کچھ ضروری حالات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ شہنشاہ جاپان موجودہ شاہی خاندان کا ۱۲۸ واں بادشاہ ہے۔ اور یہ خاندان ۲۵۹۹ برسوں سے جاپان پر حکومت کرتا چلا آرہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جاپان کے موجودہ شاہی خاندان کی ابتداء ۶۶۰ قبل از مسیح سے ہوئی۔ گویا جاپان کا موجودہ شاہی خاندان متواتر ۲۵۹۹ سال سے جاپان پر حکومت کرتا چلا آرہا ہے۔ جاپانی قصص کے مطابق تو شاہی خاندان کی ابتداء اس سے بھی پہلے کی ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ جاپان کے پہلے شہنشاہ جیمو سورج کی نسل میں سے پانچواں بادشاہ تھا۔ اس سلسلہ میں کہا جاتا ہے۔ کہ سورج دیوتا نے جیمو کو جاپان بھیجا تا وہاں اپنی حکومت قائم کرے۔ جاپانی اس قصہ کی صداقت میں سو فیصدی یقین رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ۱۱۔ فروری کا دن اس واقعہ کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اور اسے سارے جاپان میں قومی جشن کی حیثیت حاصل ہے۔

ظاہر ہے۔ کہ اتنے طویل عرصہ تک ایک ہی خاندان کی حکومت کا قائم رہنا سوائے اس کے ممکن نہیں کہ اس شاہی خاندان کو جاپان میں غیر معمولی عزت اور عظمت حاصل رہی ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک اخبار نے لکھا ہے۔

”جاپان کا شہنشاہ عام آدمیوں کی طرح پیدا ہوتا ہے زندہ رہتا ہے بچے پیدا کرتا ہے۔ اور مر جاتا ہے۔ لیکن جاپانی عوام کی نگاہ میں وہ صرف بادشاہ ہی نہیں بلکہ روحانی اعتبار سے ایک دیوتا بھی ہے۔ اس کا درجہ ایک سٹیٹ سے بہت اونچا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ خود سٹیٹ ہے۔ تو غلط نہ ہوگا۔“ اسی سلسلہ میں لکھا ہے۔

”جب کبھی بادشاہ کسی پبلک تقریب میں شامل ہو۔ تو جاپانیوں کا فرض ہے۔ کہ اس کے احترام میں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اس کے چہرے کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ کریں۔ عام جاپانیوں کا خیال ہے۔ کہ بادشاہ براہ راست سورج دنش سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس کو نگاہ بھر کر دیکھنے والے اندھے ہو جائیں گے۔ اسی رعب اور وقار کو قائم رکھنے کے لئے جب کبھی بادشاہ سفر کرتا تو ریل گاڑی کی کھڑکیوں کو نہایت احتیاط سے بند کر دیا جاتا اور ان پر پردے لگا دیئے جاتے اور سفر کے دوران میں عوام کو متنبہ کر دیا جاتا کہ وہ بادشاہ کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ کریں۔ ٹوکیو میں پولیس کا ایک نیا مینار بن رہا تھا۔ دوران تعمیر میں معلوم ہوا کہ اگر یہ مکمل ہو گیا۔ تو اس پر سے شاہی محل کے باغات پر نظر پڑ سکیگی۔ اس وجہ سے اس کی تعمیر روک دی گئی۔ اور وہ ابھی تک نامکمل صورت میں پڑا ہے۔

بادشاہ کے متعلق جاپانی عوام کے دلوں میں کتنا احترام ہے۔ اس کا کچھ پتہ اس سے لگ سکتا ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک پولیس کنسٹیبل نے غلطی سے شاہی قافلے کو غلط رستے پر ڈال دیا۔ اور جب اسے اپنی اس غلطی کا احساس ہوا تو اس نے خود کشی کر کے اپنی زندگی ختم کر لی۔

موجودہ بادشاہ کے باپ اور دادا کے زمانہ میں ڈاکٹروں کو یہ اجازت نہیں تھی۔ کہ وہ ان کے جسم کو ہاتھ لگا سکیں۔ نبض دیکھنے کے لئے ڈاکٹروں کو اپنے ہاتھوں پر ریشمی دستانے پہننے پڑتے تھے۔ درزیوں کو کافی فاصلے پر کھڑے ہو کر بادشاہ کا ماپ لینا پڑتا۔ جاپان کی سرزمین پر کوئی ایسی چیز نہیں۔ جس پر شہنشاہ کا مالکانہ حق نہ ہو۔ وہ ساری حکومت کا بلا شرکت غیرے واحد مالک سمجھا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں وہ سب سے زیادہ متمول سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سارے جاپان اور اس کی تمام دولت کا واحد مالک ہے۔

وہ جس کپڑے کو ایک بار پہن لے اُسے دوبارہ استعمال نہیں کرتا۔ اس کے استعمال شدہ کپڑے چھوٹے افسروں میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔“ (پرچہ جات ۱۹۔ اگست ۱۹۴۵ء)

مذکورہ بالا امور سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ جاپانی اپنے شہنشاہ کو اپنے نزدیک خدائی کا درجہ دیتے۔ خدا سمجھ کر احترام کرتے اور خدا سمجھ کر اس کے احکام کی تعمیل کرنا اپنا فرض سمجھتے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی مشیت نے جس کا اظہار خدا تعالیٰ نے آج سے کئی سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان الفاظ میں کر دیا تھا کہ ”اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا“۔ پوری ہوئی۔ اور جاپان کے مصنوعی خدا کی خدائی نہایت ہی عبرتناک طور پر ختم ہو گئی۔ اس کی کسی قدر مزید تفصیل اگلے پرچہ میں پیش کی جائیگی۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ایک احمدی مبلغ طہران پہنچ گیا

لفٹیننٹ کرنل محمد عطاء اللہ صاحب نے طہران سے ۱۹؍اگست کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ شیخ عبدالواحد صاحب طہران خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔

عبدالمغنی

تار کے ذریعہ اطلاع

آج کے ”اخبار الفضل“ میں ”سکرٹریان تحریک جدید“ کے کام کی اہمیت اور ان کے موٹے موٹے چند قواعد شائع ہو رہے ہیں۔ اور دفتر دوم سال اول کے وعدے ۳۱؍جولائی تک پورے کرنے والوں کی فہرست بھی ہے۔ ۲۹ رمضان المبارک تک وعدے پورے کرنے اور اچھا کام کرنے والے سکرٹریوں کی فہرست ۷؍ستمبر کو انشاء اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کی جائیگی۔ اور پھر انشاء اللہ اسے شائع بھی کر دیا جائیگا۔ دُور کے علاقہ سے احباب بذریعہ تار اطلاع دے رہے ہیں۔ کہ فلاں فلاں کا ادا شدہ روپیہ بھیجا جا رہا ہے۔ شاید وقت پر مرکز میں نہ پہنچ سکے۔ اس لئے تار ارسال ہے۔ جو احباب۔ چک۔ ڈرافٹ۔ بیمہ۔ منی آرڈر۔ یا پوسٹل آرڈر کے ذریعہ روپیہ ارسال کرینگے۔ اور ان کو شبہ ہو۔ کہ یہ روپیہ بروقت نہ پہنچے گا۔ انہیں چاہیئے۔ کہ بذریعہ تار یا خط فنانشل سکرٹری تحریک جدید کو اطلاع کر دیں۔ تا ان کے نام اس اطلاع کی بنا پر دعا کے لئے پیش کر دیئے جائیں۔ فنانشل سکرٹری تحریک جدید

فتح کی مبارکباد کا تار اور اس کا جواب

کرنل میکڈانلڈ ڈپٹی ڈائرکٹر ریکروٹنگ ناردرن لاہور کو فتح کی خوشی میں مبارکباد کا تار بھیجا گیا تھا۔ ان کی طرف اس تار کے جواب میں جو چٹھی موصول ہوئی اس کا ترجمہ درج ہے۔ ناظر امور خارجہ

آپ کے تار اور مبارکباد کا شکریہ۔ یہ مبارکباد فی الحقیقت۔ بحری۔ بری اور ہوائی فوج کے سپاہیوں کے لئے ہے۔ جو سب سے زیادہ دشمن پر مکمل فتح حاصل کرنے میں ممد ہوئے۔

بے شک احمدیہ جماعت نے فتح حاصل کرنے میں پورا حصہ لیا ہے۔ میں آپکی اس امید کی قدر کرتا ہوں۔ کہ فتح سے امن و خوشحالی کا ایک نیا باب کھلے گا۔ لیکن یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جبکہ تمام لوگ اسی طرح امن میں مجتمع ہو جائیں جس طرح وہ جنگ میں اکٹھے رہے ہیں۔ ہندوستان میں ہمارا اب یہ کام ہے۔ کہ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے جنگ میں مدد کی ان کی واپسی پر انہیں پوری امداد بہم پہنچائیں۔

خدام کی سعی تعلیم کے سلسلے میں

سالانہ اجتماع کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ کس قدر خدام نے دینی تعلیم کے لئے سعی کی ہے۔ کتنے خوش قسمت وہ لوگ ہیں۔ جو حضور کی اس خواہش و سوال کا جواب مثبت میں اتنی تعداد میں دیں کہ وہ تعداد گنی نہ جائے۔ جیسا کہ بار بار اعلان کیا گیا ہے۔ (۱) تمام ناخواندہ خدام کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ (۲) اپنی علیحدہ لائبریری قائم کی جائے (۳) خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام امتحانات کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں۔ (۴) ”انصار سلطان القلم“ کے ماتحت خدام سے مضامین تحریر کرائیں۔ (۵) ہر خادم کو قرآن با ترجمہ و نماز با ترجمہ سکھائی جائے (۶) ہر ماہ ... و فقہ اور حدیث پر غور کرایا جائے۔ (مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مسٹر مارسن کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا رؤیا

اور

اس پر "پیغام صلح" کا بیہودہ اعتراض

از جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے

(۲)

جن احباب نے مذکورہ بالا عنوان کے ماتحت ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء کے "الفضل" میں میرا مضمون پڑھا۔ انہیں یاد ہوگا۔ کہ اس مضمون میں میں نے "پیغام صلح" کے ۸ اگست ۱۹۴۵ء کے ایڈیٹوریل کا مفصل جواب دیا تھا۔ جس میں ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسٹر مارسن کے متعلق رؤیا پر نہایت سخت اور نازیبا الفاظ میں اعتراض کیا تھا۔ مجھے خیال تھا۔ کہ جب تفصیل سے میں نے ساری بات بیان کر دی ہے۔ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا۔ اور وہ اس موضوع پر کچھ مزید لکھنے سے احتراز کریں گے۔ لیکن ۲۲ اگست ۱۹۴۵ء کے "پیغام صلح" میں انہوں نے پھر اسی موضوع پر ایڈیٹوریل لکھا ہے۔ اس ایڈیٹوریل کو غور سے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کو اپنی غلطی کا کچھ احساس تو ضرور ہوا ہے۔ لیکن سچی بات معلوم ہو جانے پر اپنی غلطی کا اقرار کر لینے کے لئے بہت بڑا شرافت اور دیانتداری کی ضرورت ہے۔ دلائل سے عاجز آ کر جناب ایڈیٹر صاحب قسموں پر اتر آئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں "حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ایک ثقہ راوی سے خلیفہ صاحب کے خواب کے خاص مواد کا علم ہوا۔ اور ہم نے بعینہٖ اس روایت کو "پیغام صلح" میں درج کیا۔ اور اس راوی نے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا۔ کہ یہ روایت اسی طرح ایک معتبر شخص سے انہیں پہنچی ہے۔ اور راقم سطور بذا بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر عرض کرتا ہے۔ جس کی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ روایت بعینہٖ "پیغام صلح" میں درج ہوئی۔ ملک صاحب اس راوی کو بخوبی جانتے ہیں۔ کہ وہ ثقہ ہیں معتبر ہیں۔ اور جو کچھ انہوں نے کہا سچ کہا۔ امید ہے کہ مکرمی ملک صاحب بھی خدا کا خوف کرتے ہوئے اور قرآن مجید کے اس صریح حکم پر عمل کرتے ہوئے کہ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ سچی بات کو چھپانے کی کوشش نہیں کریں گے"۔

پہلے اس سے کہ میں اس روایت کے متعلق کچھ عرض کروں۔ میں ایڈیٹر صاحب کی تسلی کے لئے لکھتا ہوں۔ کہ جب شریعت کے احکام کے مطابق میرے لئے قسم کھانا ضروری ہوگا۔ تو میں قسم کھاؤں گا۔ اور انہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس بارے میں تمام وہ علم جو مجھے ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بیان کی صداقت پر جن الفاظ میں ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" مجھے قسم دیں گے۔ میں قسم کھاؤں گا۔ لیکن بشرطیکہ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کے راوی صاحب اسی طرح قسم کھا کر جس طرح کی قسم ایڈیٹر صاحب نے اپنے مضمون میں ان کی طرف منسوب کی ہے یہ بیان نہ دیں۔ کہ جو الفاظ میں نے اپنے مضمون میں مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں۔ وہ درست نہ تھے۔ بلکہ وہ الفاظ جو ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے ان کی (یعنی راوی صاحب کی) اپنی مہیا کی ہوئی اطلاع کی بناء پر لکھے وہ درست ہیں۔ اس وقت تک میرے قسم کھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں تو خیال نہیں کر سکتا۔ کہ جو بات چوہدری صاحب نے کہی نہیں۔ اور میں نے ان سے سنی نہیں۔ وہ میرے خیال میں کس طرح آ سکتی ہے۔ اور میں آگے اس بات کو کسی کے سامنے بیان کس طرح کر سکتا ہوں۔ اور کوئی ثقہ یا معتبر راوی وہ الفاظ میری طرف منسوب کس طرح کر سکتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب تسلی رکھیں۔ کہ جس وقت قسم کھانے کا موقعہ آیا۔ میں یقیناً قسم کھاؤں گا اور ان کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اپنے بیان میں میں ہی سچا تھا۔ کیونکہ جو الفاظ "پیغام صلح" میں چوہدری صاحب موصوف کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ کہ انہوں نے مسٹر مارسن کے متعلق کہے۔ یعنی یہ کہ "لیبر پارٹی میں ان کا نفوذ غیر معمولی ہے۔ اگر لیبر پارٹی برسر اقتدار آ گئی۔ تو ممکن ہے کہ انہیں وزیر اعظم بنا دیا جائے۔ یا کسی دوسرے ممتاز عہدہ پر فائز کر دیا جائے" وہ الفاظ چوہدری صاحب نے ہرگز نہیں کہے۔ اور نہ وہ کہہ سکتے تھے۔

اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ مسٹر مارسن کے متعلق جو الفاظ ایڈیٹر صاحب نے چوہدری صاحب کے مونہہ میں ڈالے ہیں وہی چوہدری صاحب نے کہے وہ لکھتے ہیں "دوسرے ملک صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس مجلس میں چوہدری صاحب نے انگلستان کے سیاسی حالات کے متعلق اظہار خیال کیا۔ عقل نہیں مانتی۔ کہ انگلستان کے سیاسی حالات کا ذکر ہو۔ اور مسٹر مارسن جیسی سیاسی شخصیت کے متعلق چوہدری صاحب صرف اتنے ذکر پر اکتفا کریں۔ کہ ان کا لباس ایسا ہے۔ اُن کے بال ایسے ہیں۔ آخر وہ مسٹر مارسن کے متعلق جمالیاتی نقطۂ نگاہ سے بات نہیں کر رہے تھے سیاسی نقطۂ نگاہ سے بات کر رہے تھے اور مسٹر مارسن کو انگلستان کے سیاسی پس منظر پر پیش کر رہے تھے"۔

ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" شائد یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ جس مجلس میں محترمی چوہدری صاحب نے مسٹر مارسن کے متعلق برسبیل تذکرہ سرسری طور پر دو تین فقرات کہے۔ وہ کوئی سیاسی پبلک جلسہ تھا۔ جس میں چوہدری صاحب انگلستان کی سیاست کے متعلق اور خصوصاً لیبر پارٹی کی موجودہ حالت اور اس کے مستقبل یا پروگرام کے متعلق تقریر فرما رہے تھے۔ یا یہ کہ وہ کوئی سیاسی مجلس تھی۔ جس میں گفتگو کا سارا موضوع یا بڑا موضوع لیبر پارٹی اور اس کی سیاست تھا۔ کہ وہ ضرور مسٹر مارسن کے آئندہ کسی وقت میں انگلستان کے وزیر اعظم ہونے یا کسی دوسرے ممتاز عہدہ پر فائز ہونے کا ذکر فرماتے۔ وہ ایک مختصر سی کھانے کی مجلس تھی جس میں نہایت معمولی طور پر کئی قسم کی باتیں ہوئیں۔ اور جب انگلستان کا ذکر آیا۔ تو جہاں اور لیڈروں کا سرسری طور پر ذکر ہوا۔ وہاں مسٹر مارسن کا ذکر بھی ان کی اس "جمالیاتی" کیفیت سے ہی چوہدری صاحب نے کیا۔ جس کو میرے وہ فقرات ظاہر کر رہے ہیں۔ جو میں نے چوہدری صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں۔ یعنی یہ کہ وہ "مسٹر مارسن" کچھ Rugged سے آدمی ہیں۔ وہ ظاہری آرائش کا خیال نہیں رکھتے۔ ان کا لباس ڈھیلا سا تھا۔ اور سر کے بال بھی بکھرے ہوئے تھے۔ . . . . "یہاں سوال کسی کی عقل کے ماننے یا نہ ماننے کا نہیں۔ بلکہ واقعات کا ہے۔ اور واقعہ یہی ہے کہ جو الفاظ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" چوہدری صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ وہ انہوں نے نہیں فرمائے۔

چوہدری صاحب مسٹر مارسن کے متعلق جمالیاتی نقطۂ نظر سے بات کر رہے تھے۔ یا سیاسی نقطۂ نگاہ سے اس کا فیصلہ تو ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" جیسے مدبر سیاستدان ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن مسٹر مارسن کی ظاہری شکل اور اپنی آرائش سے قطعی بے پروائی ضرور ایسی تھی۔ کہ ناممکن تھا کہ کوئی شخص سیکرٹری فار ہوم سیکیورٹی اور انگلستان کی جنگی وزارت کے سرگرم ممبر کو دیکھ کر اس کی اس ہیئت کذائی کا ذکر نہ کرے۔ اپنے ہر پرچہ میں اقتصادیات اور سیاسیات پر لیڈرانہ شان سے وعظ کہنے والے ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ سیاست سے دلچسپی رکھنے والا امریکہ یا انگلستان کا کوئی سیاح یا اخبار نویس پہلی بار مسٹر گاندھی سے نہیں ملا ہوگا۔ کہ اس نے ان کی لنگوٹی اور ان کے اندر دھنسے ہوئے رخساروں چھوٹے قد اور کمزور جسم کا ذکر نہ کیا ہو۔ کیا یہ لوگ مسٹر گاندھی سے ہندوستان کے متعلق سیاسی نقطۂ نظر سے گفتگو کرنے آتے ہیں۔ یا جمالیاتی نقطۂ نظر سے۔ کہ ان کے چہرہ اور لباس اور جسم اور دانتوں اور بالوں کا ذکر ضرور کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ چونکہ مسٹر گاندھی کا لباس اور ان کی ظاہری شکل کچھ غیر معمولی سی ہے۔ اس لئے ان سے پہلی بار ملنے والا ہر شخص ان کی ظاہری شکل اور لباس کا ذکر ضرور کرتا ہے۔ اسی طرح مسٹر مارسن کا ڈھیلا ڈھالا لباس اور ان کی ظاہری شکل بھی کچھ ایسی ہی ہے کہ ان کو پہلی بار دیکھنے یا ملنے والا ہر شخص مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اُن کے لباس وغیرہ کے متعلق کچھ ذکر کرے۔ یقین جانیئے۔ کہ اگر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب مسٹر مارسن کے متعلق جمالیاتی نقطۂ نگاہ سے بات نہیں کر رہے تھے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تو وہ حقیقت میں کسی بھی خاص نقطہ نظر سے بات نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ معمولی طور پر جہاں انہوں نے اس مجلس میں بہت سی اور باتیں کیں۔ چند فقرات سرسری طور پر مسٹر مارسین کے متعلق بھی کہے اور ایسے معمولی طور پر کہے کہ حاضر مجلس احباب میں سے اکثر کو تو یاد بھی نہیں ہوگا۔ کہ چوہدری صاحب نے کوئی ایسے الفاظ فرمائے تھے۔ چوہدری صاحب کے ان سرسری طور پر کہے ہوئے چند فقرات کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خاص نقطہ نگاہ سے کہے گئے تھے اپنی لیاقت اور عقلمندی کا ایک بے محل مظاہرہ ہے۔

جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کی عقل ماری جانے پر افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں اپنے بیان میں سچا ہوں۔ اور جو فقرات میں نے چوہدری صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں بالکل اسی مفہوم کے فقرات انہوں نے فرمائے اور ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" اگر دانستہ طور پر جھوٹ نہیں بول رہے تو انہوں نے مسٹر مارسین کے متعلق اپنے راوی صاحب کے ذاتی خیالات اور تاثرات کو بھی چوہدری صاحب کے بیان کا حصہ سمجھ لیا ہے۔

اس بات کو جاننے کے لئے کہ آیا جو فقرات میں نے چوہدری صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں وہ درست ہیں یا وہ جو ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ صحیح طریق یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" اپنا مضمون چوہدری صاحب کو بذریعہ ہوائی ڈاک بھیج کر ان سے پوچھ لیں کہ ہم دونوں میں سے کون سچا ہے۔ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کے نزدیک چوہدری صاحب ایک بلند پایہ انسان ہیں۔ اور یقیناً ایک بلند پایہ انسان حق بات کو چھپا نہیں سکتا۔ دیانتداری کا بھی یہی تقاضا ہے۔ کہ جو ان فقرات کا اصلی منبع ہے۔ اسی کی طرف ہی رجوع کیا جائے۔ اس بارہ میں زید یا بکر کا کوئی قول یا نتیجہ چوہدری صاحب کے ارشاد کے مقابلہ میں ہرگز کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ اگر ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" چوہدری صاحب کی طرف رجوع کرینگے تو انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ مسٹر مارسین کے لیبر پارٹی میں غیر معمولی اثر و نفوذ رکھنے یا ان کے وزیر اعظم بننے یا کسی دیگر ممتاز عہدہ پر فائز ہونے کے متعلق جو فقرات انہوں نے چوہدری صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں۔ وہ فقرات نہ صرف چوہدری صاحب نے کہے نہیں۔ بلکہ اس وقت کے حالات میں وہ یہ فقرات کہہ ہی نہیں سکتے تھے۔ یہ فقرات ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کی اپنی ایجاد ہیں یا کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں۔ م

۴ پس جیسا کہ میں اپنے مضمون مندرجہ الفضل ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء میں تفصیل کے ساتھ عرض کر چکا ہوں۔ جو چند فقرات مسٹر مارسین کے متعلق چوہدری صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں کہے وہ نہ صرف "جملہ معلومات" اور "وسیع معلومات" نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ ان کو کسی شخص کے متعلق محض معلومات کہنا بھی اس لفظ کی ہتک ہے۔ اور ان کی وجہ سے یہ لکھنا کہ خواب آنے سے پیشتر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو مسٹر مارسین کے متعلق "جملہ وسیع معلومات" حاصل تھیں اور حضور کی "خواب ساز قوت متخیلہ کو کافی مواد مل چکا تھا" نہ صرف دیانتداری کے خلاف ہے بلکہ بے عقلی بھی ہے۔

جماعت احمدیہ کبابیر (فلسطین) کا غیر معمولی اخلاص و محبت

حقیقی ماں سے بڑھ کر محبت کرنے والی خواتین

احباب جماعت کو معلوم ہے۔ کہ چوہدری احسان اللہ صاحب مجاہد تحریک جدید براستہ مغربی افریقہ اپنی منزل مقصود کو جاتے ہوئے۔ کچھ عرصہ جماعت احمدیہ کبابیر حیفا (فلسطین) میں ٹھہرے تھے۔ اس عرصہ میں وہ کچھ بیمار ہو گئے اور اس وجہ سے مخلصین جماعت کبابیر کو ان کی خدمت کرنے کا جو موقعہ ملا اس نے اُن پر ان کے اخلاص کا خاص اثر کیا۔ جس کا اظہار انہوں نے اپنے ایک خط بنام مولوی محمد شریف صاحب انچارج مبلغ فلسطین میں کیا۔ چنانچہ لکھا۔

کبابیر کی سرزمین جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ وہاں اس کے ذریعہ مجھ پر واضح ہو گیا۔ کہ کیوں خدا تعالیٰ نے انبیاء کے ماننے والوں کو جنت کے وعدے دیئے ہیں۔ اس بارے میں جو بات میری سمجھ میں آئی وہ یہ ہے۔ کہ نبی کے ماننے والے اُس نبی کی پیدا کردہ محبت کی وجہ سے بنی نوع انسان کی ایسی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ کہ کوئی انسانی طاقت دنیا کا سب کچھ پیش کر کے بھی ایک مومن کی خدمت کا پورا اجر نہیں دے سکتی۔ اور اس وجہ سے شکر گزار لوگ ان کی خدمات کا پورا صلہ ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے اپنی گردنوں پر ناقابل برداشت بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے جذبات کے ہیجان میں سکون پیدا کرنے کے لئے اور اُن کی گردن سے بوجھ اتارنے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا گھبراؤ نہیں۔ تم بے شک ان کی خدمات کا اجر نہیں دے سکتے۔ لیکن میں ان کی خدمات کا اجر انہیں خود دونگا۔ اور انہیں جنت میں داخل کر کے ہر قسم کی نعما سے انہیں متمتع کرونگا۔

اس کے بعد احباب کبابیر کے غیر معمولی حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ انہوں نے ازراہ محبت و اخلاص محض احمدیت کے تعلق کی وجہ سے نہایت مکلف دعوتیں دیں۔ مگر باوجود اس کے وہ یہی ظاہر کرتے رہے کہ جس طرح وہ تواضع کرنا چاہتے تھے۔ اُس طرح نہیں کر سکے۔ اور اُن کے چہروں سے یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہم کھانے پینے کی چیزیں پیٹ میں ڈالنے کے علاوہ بوروں میں بھر کر ساتھ بھی لے جائیں بیماری کے ایام میں مردوں کے علاوہ خواتین نے بھی جس محبت اور ہمدردی کا سلوک کیا۔ اس کے متعلق میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ محبت کئی مہربان ماؤں میں تقسیم کرنے کے باوجود انہیں مفلس نہ کرتی۔ اور اسی وجہ سے یہ پہلی بیماری تھی جس میں بجائے تکلیف کے مجھے خاص لطف آیا۔

اس کے بعد تمام محترم بہنوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے۔ ایک خاتون کے متعلق لکھتے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف میری بیماری کے وقت خود آکر میری خبر گیری کی۔ بلکہ تین ماہ تک ہمارے میلے کپڑے اپنے ہاتھوں سے دھوتی اور پاٹ اپنے ہاتھوں سے صاف کرتی رہیں۔ وہ ہاتھ جو خدا کے حضور اٹھیں تو خدا تعالیٰ انہیں نور کی کٹوریاں بنا دے۔ اُن ہاتھوں نے میرے پاؤں کی میل تک صاف کی۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ بچپن کی عمر کے بعد کوئی ماں اپنے بچے کے کپڑے دھونے کے لئے اس خوشی سے تیار نہیں ہوگی۔ سوائے کسی غریب اور نادار ماں کے۔ جس خوشی اور محبت سے اس خاتون نے میرے کپڑے دھوئے اور اس طرح اس محترم خاتون نے ثابت کر دیا کہ جماعت احمدیہ کی مائیں جماعت کے بچوں کی اُن کی ہر عمر میں ضرورت کے وقت خدمت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اس خط میں چوہدری صاحب نے مولوی محمد شریف صاحب مبلغ فلسطین کے ذاتی حسن سلوک اور محبت کا بھی خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ اور ساتھ اس وجہ سے ان کی بے حد تعریف کی ہے۔ کہ وہ جماعت کے چھوٹے بڑے مردوں اور عورتوں کی نہایت اعلےٰ تربیت کر رہے ہیں۔ اور احمدیت کے قابل تعریف نمونے بنا رہے ہیں۔ دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان مجاہدین کو جو اپنے خویش و اقارب اور وطن چھوڑ کر اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے دور دراز مسافرانہ اور غریبانہ زندگی بسر کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ ایسے ہی مخلص مرد اور عورتیں مددگار میسر آئیں۔ جیسا کہ کبابیر کے احمدی مرد اور عورتیں ہیں۔ اور ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کبابیر کی جماعت احمدیہ کے تمام افراد کو بیش از پیش اخلاص اور دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ان پر اپنے رحم اور فضل کا سایہ رکھے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

دین کے لئے جائداد پیش کرنیکی قابل تعریف مثال

ایک دوست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

"سیدی! جس وقت میں احمدی ہوا تھا۔ میں اکیلا تھا۔ اور میرا کوئی مکان نہ تھا۔ والد صاحب نے مجھے اپنے مکانات سے بے دخل کر دیا۔ اور اس وقت طعن دیا۔ کہ "دیکھاں گے جدوں مرزا تینوں حویلیاں بنوا دیوے گا"۔ میں قربان جاؤں اللہ تعالیٰ کے کہ اس نے مجھے بیکس و بے بس پا کر ہر طرح ترقیات عطا فرمائیں ..... میرے پیارے مصلح موعود میں نہایت عاجزی سے حضور سے عرضگذار ہوں۔ کہ اس خیال کے ماتحت کہ جب بھی سلسلہ کو جائداد کی ضرورت ہوگی۔ پیش کر دونگا۔ ایک سخت غلطی میں مبتلا رہا۔ یہ شیطانی وسوسہ تھا۔ جس نے کہ مجھے بہت پیچھے ڈال دیا۔ ملتمس ہوں۔ کہ حضور دعا فرمائیں۔ اور اس پیشکش کو جو کہ اس کے فضل سے مجھے ملی ہوئی ہے۔ قبول فرمائیں ...... میں اپنے تینوں مکان حضور کے قدموں میں پیش کرتا ہوں"۔

(انچارج تحریک جدید)

7

Digitized By Khilafat Library Rabwah

رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے معنی

(اور)

"عُلَمَاءُ هُمْ" کو چیلنج

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک ایسا عام فہم اور قرآنی قاعدہ کلیہ پیش فرمایا ہے۔ جو مسلمہ صحیح اور نہایت آسان ہے۔ اور وہ یہ کہ جب خدا فاعل۔ مفعول کوئی ذی روح اور توفی باب تفعل سے استعمال ہو۔ تو وہاں قبض روح کے علاوہ اور کوئی معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی یہ صورت ہے۔ وہاں اس کے معنے قبض روح یعنی موت کے ہیں۔ اور آج تک دنیا کا کوئی انسان اس کلیہ کو توڑ نہیں سکا۔ مولوی عبد اللہ صاحب امرتسری نے اسرائیلی مادہ کے جوش میں بہت پیچ و تاب کھائے ہیں۔ لیکن اس قرآنی اصل کو توڑنا بھلا کب ممکن ہے۔ ہاں رفع کے متعلق ان کو ایک عجیب و غریب قاعدہ سوجھا۔ جس کے متعلق ذیل میں کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب نے تمام نحوی قواعد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے لکھا ہے:۔

"جب رَفَعَ يَرْفَعُ رَفْعًا فَهُوَ رَافِعٌ میں سے کوئی بولا جائے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو۔ اور مفعول "جوہر" ہو "عرض" نہ ہو۔ اور صلہ الی مذکور ہو۔ اور مجرور اس کا ضمیر ہو۔ اسم ظاہر نہ ہو۔ اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو۔ وہاں سوائے آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنی ہوتے ہی نہیں۔" (محمدیہ پاکٹ بک ص ۵۱۱ دوسرا ایڈیشن)

یہ نحوی چیستان صرف اس لئے وضع کی گئی کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق رافعک الی اور رفعہ اللہ الیہ کے الفاظ آتے ہیں۔ چنانچہ ان سے رفع جسمانی ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے (۱) "اس آیت (رفعہ اللہ الیہ) میں حضرت مسیح کا ذکر ہے۔ جو زندہ رسول تھے۔ خدا نے اسی کا رفع فرمایا۔ پس یہ کہنا کہ رفع سے مراد رفع روحانی ہے۔ نظم قرآن کے صریح خلاف ہے" (پاکٹ بک ص ۵۲۳) (۲) "رفعہ اللہ کے معنی آسمان کی طرف اٹھایا جانا ہیں۔" (پاکٹ بک ص ۵۲۶)

جواب

پہلا الزامی جواب تو یہ ہے۔ کہ جہاں رفع یرفع رفعا فھو رافع میں سے کوئی لفظ مولوی صاحب کے بیان کردہ اصل کے مطابق بولا جائے۔ وہاں سوائے قبض روح اور رفع درجات کے اور کوئی معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ ورنہ آیت متنازعہ فیہ کو چھوڑ کر کوئی صاحب ہمیں دکھائے۔ کہ جب لفظ رفع اس طریق سے بولا گیا ہو۔ تو مفعول کو فوراً جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہو۔

دوسرا جواب جو غیر احمدیوں کے رفع جسمانی کے عقیدہ کو پاش پاش کر دینے والا ہے۔ یہ ہے۔ کہ بالکل یہی الفاظ سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حق میں آئے ہیں۔ چنانچہ خاتم المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی حافظ ابن عبد البر کا قول نقل کرتے ہیں۔

"قال ابن عبد البر يوم الاثنين لثمان من الربيع الاول سنة احدى واربعين من الفيل بعثه الله رحمة للعالمين ورسولا الى كافة الثقلين اجمعين فرفع قدره واعلا ذكره فى العالمين فاقام بمكة ثلث عشرة سنين ثم امر بالهجرة الى المدينة المطهرة فاقام بها عشر سنين فجاهد فى سبيل الله ودعا الخلق ونور العالم بنور الايمان واليقين ولما كان الحكمة فى بعثه صلى الله عليه وسلم هداية الخلق وتتميم مكارم الاخلاق وتكميل مبانى الدين فحين حصل هذا الامر وتم هذا المقصود رفعه الله اليه" (ما ثبت بالسنة فى ايام السنة ص ۳۹ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور)

رفع کے معنی واضح کرنے کے لئے ہماری طرف سے جب کنز العمال کی مشہور حدیث اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السابعة پیش کی جاتی ہے۔ تو "علماء ھم" کہا کرتے ہیں۔ "اس میں الی کا مجرور اسم ظاہر ہے۔ ضمیر نہیں لہذا ہماری بحث سے خارج ہے۔" (محمدیہ پاکٹ بک ص ۵۲۶) مگر تمہاری اس بات کو مان کر بھی مذکورہ حوالہ پیش خدمت ہے۔ اس پر غور کریں۔ اگر رفعہ اللہ الیہ سے حضرت عیسیٰ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جا سکتے ہیں۔ تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بھی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چلے گئے ہیں۔ اگر پوچھو کس طرح تو اپنے نحوی قاعدہ کو یاد کرو۔ دیکھیں کہ یہاں لفظ رفع بولا گیا۔ اللہ تعالیٰ فاعل ہے۔ مفعول جوہر ہے۔ عرض نہیں۔ صلہ الی مذکور ہے۔ مجرور اس کا ضمیر ہے۔ اسم ظاہر نہیں۔ اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہے لہذا یہاں سوائے آسمان پر اٹھائے کے بقول شما دوسرے معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ اور وہاں ابھی تک زندہ ہیں۔ آہ! تم مولوی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو آسمان پر چڑھاتے ہو۔ مگر فخر الاولین والآخرین سید ولد آدم حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین میں دفن کرتے ہو۔ ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

حیات مسیح کے قائل علماء کو چیلنج ہے کہ قرآن مجید سے صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہے۔ اور رفعہ اللہ الیہ کے معنی یہ ہیں۔ کہ خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات دیکر ان کا روحانی رفع کیا۔ جیسے دیگر انبیاء علیہم السلام کا رفع ہوتا ہے اگر کوئی شخص اس سے رفع جسمانی مراد لیتا ہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ قرآن کریم اور صحیح احادیث اور قواعد کے ماتحت اس کا ثبوت پیش کرے۔ (قمر احمد افغان گنج لاہور)

جناب مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں ایک عاجزانہ درخواست

جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ اور میں قریباً ایک ہی زمانہ میں بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے مشرف ہوئے۔ آپ کی خدمات دین جو اس زمانہ میں آپ کے قلم سے سرانجام پائیں۔ کے سبب مجھے آپ سے بہت محبت تھی۔ خصوصاً جو بحث بذریعہ ریویو آپ اور خواجہ غلام الثقلین کے درمیان ہوئی۔ اس نے نبوت حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کو روز روشن کی طرح ثابت کر کے میری محبت میں اور اضافہ کر دیا۔ گو حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ دعا کہ ؎

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اور اس کی قبولیت کا اعلان آپ نے اس طرح فرمایا۔ کہ ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نیز حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے پہلے کے الہامات مسیح موعود علیہ السلام کی بنا پر میرا یہی یقین تھا۔ کہ وہ اولو العزم بیٹا محمود ہی ہے۔ مگر آپ کی علمی خدمات اور عمر کے خیال سے میرا رجحان اس طرف تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خلافت کے اہل آپ سمجھے جائیں گے۔ مگر ضرور تھا۔ کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ایام علالت میں ہی ایک ٹریکٹ لکھ کر سلسلہ احمدیہ کی وسیع روحانی خلافت کو ناجائز قرار دیدیا اور بکثرت خدا کی رحمت سے جلد بڑھنے والا اور قوموں کو برکت دینے والا نوجوان تخت خلافت کے لئے منتخب کیا گیا۔ الحمد للہ۔ ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک رؤیا دیکھا۔ جو میری کاپی میں درج ہے۔ مگر اسے میں نے صرف اپنی ہی راہنمائی کے لئے سمجھا۔ مگر اب چونکہ میں بیمار رہتا ہوں۔ اور قویٰ میں انحطاط واقعہ ہو چکا ہے۔ بستر علالت پر مجھے یہ خواب یاد آیا اور ساتھ ہی یہ خیال جوش مارنے لگا کہ یہ رؤیا آپ کو پہنچانے کے لئے تھا۔ اس لئے میں درج ذیل کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں۔

میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ درس قرآن دے رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا وضو کر لو۔ نماز پڑھ لیں مجھے محسوس ہوا کہ نماز ظہر کا وقت ہے۔ جب ہم وضو کر کے واپس آئے۔ تو حضور نے ایک قلم سے اپنا خود لکھا ہوا کاغذ میرے ہاتھ میں دیا۔ جس پر "نور الدین" دستخط ثبت تھے۔ اور مجھے مفہوم ہوا کہ یہ امیر غیر مبائعین کے لئے ہیں۔ اور فرمایا کہ جب ہم تجھے کہتے تھے پڑھ لے۔ تو جواب دیا۔ تو کہنے لگے بچہ ہے۔ عجیب آدمی ہیں اللہ تعالیٰ رحم کرے۔"

اب اے برادر محترم آپ اپنے مرشد کے مندرجہ بالا الفاظ پر خدا ترس دل سے غور کریں۔ تو اس میں آپ کے لئے سامان ہدایت موجود ہے۔ وہ اصحاب جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درسوں میں شامل ہوتے تھے۔ اور آپ کے ملفوظات پڑھتے سنتے تھے آپ کے طرز کلام سے واقف ہیں۔ یقیناً ان کے دل بول اٹھیں گے کہ یہ الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ہی ہیں۔ اور یقیناً آپ کا دل بھی گواہی دے گا۔ کہ یہ الفاظ حضور کے ہیں

آپ نے تمام اکابر کو لے کر اس ماہ پر اندھیرا ڈالنے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مگر ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ وہ چاند بدر کامل ہو گیا سخت ذکی و فہیم ہو کر آپ نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ جلد جلد دنیا کے کناروں تک اس کا نام روشن ہو گیا۔

مہدی کا سورج نصف النہار پر آ گیا۔ اندھوں کو بھی روشنی معلوم ہونے لگی۔ اور آسمانی اور زمینی شواہد نے پے در پے اس کی تائید کی۔ مگر افسوس کہ آپ مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ صاحبان کی تقلید میں تکذیب افترا اور استہزاء میں ہی لگے رہے۔ کاش کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان دو اشعار سے ہی سبق حاصل کریں ؎

صداقت کو کثرت اعداد کی حاجت نہیں
ایک نشان کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار
گر کرے معجز نمائی ایک دم میں نرم ہو
وہ دل سنگیں جو ہے مثل سنگ کوہسار

برادرم! چونکہ اب ہمارے مالک یوم الدین کے دربار میں پیش ہونے کے دن نزدیک آ گئے ہیں۔ اس لئے میں نہایت ہمدردی اور عاجزی سے آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ اپنے مرشد حضرت نور الدین رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا الفاظ سے سبق حاصل کریں اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر معذرت خواہ ہوں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ رحیم و کریم انسان لا تثریب علیکم الیوم کا اعلان کر دے گا۔ واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها شفاعة ولا یؤخذ منها عدل ولا هم ینصرون

شیخ مشتاق حسین
نیو ڈیری کا جج سٹی بینک مری

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کمیونسٹ نظام تعلیم پر ایک نظر

حضرت سٹالن لکھتا ہے "کمیونسٹ پارٹی کے خلاف سرگرمی جاری رکھنے والی انقلابی پارٹی کو نیست و نابود کرنے کے لئے لینن کی بے مثال پالیسی پوری طرح صحیح اور درست تھی۔ اسی منظم جدوجہد کا نتیجہ تھا کہ ہماری پارٹی (مخالفانہ عناصر کو ختم کر کے) ملک میں یک جہتی اور اتحاد و اتفاق پیدا کر سکی۔ جس کی وجہ سے جولائی اور اکتوبر ۱۹۱۷ء کی سیاسی مشکلات اور الجھنوں پر قابو پایا جا سکا۔" (ادب لینن ص ۱۱)

مخالف پارٹیوں کے خلاف اسی جبر و استبداد کی پالیسی کا نتیجہ ہے کہ روس میں برسر اقتدار کمیونسٹ پارٹی کے خلاف کسی قسم کی رائے کا اظہار (خواہ کیسی ہی مبنی بر حقائق ہو) ناممکن ہے۔ اور حکومت کے لئے بالکل ناقابل برداشت۔ حکومت صرف اسی بات کی اشاعت کی اجازت دیتی ہے جو اس کی تائید میں ہو۔ اور جس کی وجہ سے کمیونزم کی اشاعت کی جا سکے۔ یہی وجہ ہے روس کے اندرونی انتظامات کے متعلق جو اطلاعات ملتی ہیں وہ اکثر و بیشتر یکطرفہ ہوتی ہیں۔ اور ان میں اکثر کمیونزم کے روشن پہلو ہی دکھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس پالیسی کی وجہ سے وہ حالات منظر عام پر نہیں آ سکتے جن کی اشاعت سے کمیونسٹ پارٹی کے تاریک پہلو پر روشنی پڑ سکے تاہم بعض اوقات ایسے امور مل جاتے ہیں جن سے یہ پہلو بھی نمایاں ہو جاتا ہے۔

روس میں پیدائش کے معاً بعد بچوں کو والدین سے الگ کر کے حکومت کے منتظمین کے سپرد کر دیا جاتا ہے ان کی تربیت کے لئے ملک بھر میں ایسے "گھر" بنائے گئے ہیں جن میں کمیونسٹ عورتیں انہیں پالتی اور ان کی تربیت کرتی ہیں۔ ایسے سرکاری "گھر" بنانے کی وجہ یہ ہے کہ

"سیاسی اور تعلیمی وجوہ سے کمیونسٹوں کو اس امر کی فکر دامنگیر ہے کہ بچوں کو مناسب احتیاط سے رکھا جائے۔ اور عورتوں کو (بچوں کی دیکھ بھال کی) خانگی مصروفیات سے فارغ کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے تئیں اقتصادی اور سیاسی امور میں منہمک کر سکیں۔" (ایجوکیشن ان دی یو ایس ایس آر مصنفہ پیئرس کنگ ص ۵۳)

عورتوں کو سیاسی و اقتصادی اغراض کے لئے فارغ کرنے کی وجہ کے علاوہ بچوں کو ان سے الگ کرنے کے "سیاسی" وجوہ کے الفاظ قابل غور ہیں گویا عورتوں کو دوسرے کاموں کے لئے فارغ کر دینے کی وجہ تو ضمنی ہے۔ بچوں کو ان سے الگ کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ سیاسی اغراض کے لئے بچوں کے ذہن میں ایک خاص قسم کے خیالات ٹھونسے جائیں۔ جو انہیں تعلیم و تربیت کے بعد ایسے کمیونسٹ شہری بنا سکیں جو کمیونسٹ سوسائٹی پیدا کرنے میں ممد و معاون ہوں" کہ یہی کمیونسٹ نظام تعلیم کی غرض و غایت ہے (ایجوکیشن ص ۳۱)

پیدائش کے معاً بعد روسی بچوں کو ہر قسم کے مخالف عناصر کے اثرات سے مامون کر دیا جاتا ہے تاکہ ان کے ذہنوں میں کوئی ایسی بات داخل نہ ہونے پائے جو کسی وجہ سے کمیونسٹ پارٹی کے مقاصد کے خلاف ہو۔ بچے جوان ہو کر خالص کمیونسٹ بنیں۔ کمیونسٹ درسگاہوں کے نصاب میں مذہبی تعلیم شامل نہیں۔ تاکہ روسیوں کو "آزادی ضمیر" میسر ہو۔ (قواعد اساسی دفعہ ۱۲۴)

اور وہ خود جانچ پڑتال کر سکیں۔ کہ انہیں کس قسم کے خیالات و عقائد رکھنے چاہئیں۔ لیکن "آزادی ضمیر" کا یہ خیال منتظمین کے ذہنوں میں اس وقت غالب ہو جاتا ہے۔ جبکہ محض پارٹی کے مفاد کی خاطر ان کے دماغ میں بچپن سے لے کر جوانی کے ایام تک متواتر و پیہم ایک خاص قسم کے خیالات ٹھونسے جاتے ہیں۔

کمیونسٹ نظام تعلیم کے چار مدارج ہیں:۔

(۱) پیدائش سے سات سال کی عمر تک۔ بچپن کی تربیت
(۲) آٹھ سال سے گیارہ سال تک۔ ابتدائی تعلیم
(۳) بارہ سے پندرہ سال تک۔ ثانوی تعلیم۔
(۴) سولہ سے سترہ سال تک۔ پیشہ ورانہ تعلیم۔

ان تمام درسگاہوں میں مارکس اور لینن کی تعلیمات نصاب کا اہم جزو ہیں۔ جن میں انہیں تربیت یافتہ کمیونسٹ اساتذہ کے ذریعہ کمیونزم کے اصول و تفاصیل ذہن نشین کرائی جاتی ہیں۔ نیز دستکاری پر خاص زور دیا جاتا ہے ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۷ء تک نصاب تعلیم میں پڑھنا لکھنا اور حساب داخل نہیں تھے اور طریق تعلیم "ڈالٹن پلین" کے مطابق تھا۔ بچے کارخانوں میں جاتے اور مختلف کام سیکھتے۔ مگر ۱۹۲۸ء میں تعلیم کی ایک نئی سکیم جاری کی گئی۔ جس کے ماتحت دستکاری کے علاوہ پڑھنے لکھنے اور گننے کی تعلیم بھی ضروری قرار دی گئی۔ پندرہ سال کی عمر تک تعلیم جبری اور مفت ہے۔ تمام طلباء کو ایک ہی نصاب میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن پندرہ سال کے بعد مختلف قابلیتوں کے لحاظ سے طلباء کے لئے مختلف شعبے تجویز کر دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ ان میں حسب استعداد کمال حاصل کر سکیں۔ مخصوص شعبوں میں مہارت پیدا کر لینے کے بعد حکومت انہیں مختلف کاموں پر متعین کر دیتی ہے۔ جہاں وہ حکومت کے زیر انتظام کام کرتے ہیں۔ اس طرح ایک روسی کے لئے پیدائش کی گھڑی سے موت کے وقت تک کوئی ایسا لمحہ نہیں آتا جس میں وہ حکومت کے اثر سے آزاد ہو۔

اس امر کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ روس میں ۱۹۱۴ء میں ابتدائی و ثانوی مدارس میں کل چھپن لاکھ طالب علم تھے۔ مگر جبری تعلیم کے نتیجہ میں ۱۹۴۰ء میں طلبہ کی تعداد ایک کروڑ [illegible] لاکھ تک پہنچ گئی۔ اور "تعلیم یافتہ" لوگوں کی نسبت ۸۱.۹ فیصدی تک جا پہنچی تھی۔

خاکسار محبوب عالم خالد ایم اے

صدقۃ الفطر کی ادائیگی فرض ہے

ہر مسلمان کے لئے صدقۃ الفطر کا ادا کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ نوزائیدہ بچے کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر ادا کرنا لازمی ہے۔ چونکہ یہ فنڈ غرباء اور مساکین کی احتیاجوں کو پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے مقامی جماعت میں اگر حقیقی غریب اور مساکین ہوں تو صدقۃ الفطر کی فراہم شدہ رقم میں سے ان کی مناسب امداد کی جا سکتی ہے۔ جس کے بعد باقی حصہ مرکز میں بھیج دینا چاہئے۔ تاکہ مرکز میں دار الشیوخ، یتامیٰ اور مساکین کو یہ رقم تقسیم کی جا سکے اور وہ لوگ بھی عید کی خوشی کے سامان پیدا کر سکیں۔

فطرانہ کی مقدار ہر فرد کے لئے ایک صاع یعنی پونے تین سیر غلہ مقرر ہے۔ نصف صاع بھی دیا جا سکتا ہے لیکن مستحب پورا صاع ہے۔ صدقۃ الفطر میں جنس کی بجائے قیمت بھی ادا کی جا سکتی ہے جو گندم کے موجودہ نرخ کے لحاظ سے قادیان میں ۹ر فی کس ہے اور نصف صاع کے لئے لہ۔

دوسرے مقامات میں گندم کے نرخ کی کمی بیشی کی وجہ سے صدقۃ الفطر کی رقم میں کمی بیشی احباب کر سکتے ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

مبلغ بمبئی کا تا اطلاع ثانی پتہ ڈاک

مولوی عبد الرحیم صاحب نیر مبلغ سلسلہ احمدیہ ۸۸ ہلال ہوس گوالیا ٹینک روڈ بمبئی نمبر ۲۶

88 Hilal House Gowalia Tank Road
Bombay-26

نمبر ۸۳۵۷ منکہ قاضی محمد سعد اللہ ولد قاضی ولی محمد صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۰۹ء ساکن کھنہ ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ / ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے (۱) ایک مکان پختہ رہائشی کوچہ قاضیاں قصبہ کھنہ قیمتی -/۱۰۰۰ (۲) ایک مکان پختہ رہائشی کوچہ قصاباں قصبہ کھنہ قیمتی -/۳۵۰ (۳) ایک قطعہ اراضی سکنی افتادہ ۹ بسوہ محلہ ارائیاں -/۸۵ (۴) ایک قطعہ اراضی سکنی افتادہ محلہ پیر خانہ چاراں -/۵۰ (۵) زمین قطعہ اراضی ۲ بیگھ ۱۴ بسوہ ۷ بسوانی پختہ واقع موضع رائے پور راجپوتاں تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ -/۷۰۳ (۶) زمین ایک قطعہ اراضی زرعی تقریباً ۲ بیگھ خام بلا تقسیم واقع موضع رہتری متصل کھنہ سمرالہ بر چاہ ملانیاں -/۱۵۰ (۷) ایک قطعہ اراضی سکنی ۷ مرلے ۲ سرسائی ۵ مربع گز واقع آبادی محلہ دارالسعۃ قادیان متصل ریلوے لائن قادیان -/۵۲۰۔ مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں (۲) منڈی قصبہ کھنہ میں ایک احاطہ مشتمل بر ۸ دوکانات اندرون صحن تیرہ مکانات۔ ان میں سے ۱۰ مکان مشتمل بر ہر دو کوٹھا اور تین مکانات مشتمل بر یک کوٹھہ بنے ہوئے ہیں۔ جو کہ قصبہ مذکور احاطہ قاضیاں کے نام سے نامزد ہے اس میں میرے والد صاحب کا ۱/۴ حصہ ہے جس میں سے میں ان کے حصہ کا ۱/۴ حصہ کا مالک ہوں۔ کل احاطہ میں سے ۱/۱۶ حصہ کا مالک اور قابض ہوں جس کے نیچے کل مجھے بموجب معاہدہ برادران حق کامل ہے اس کے کرایہ کی آمد میں سے ۱/۱۶ حصہ کرایہ لے سکتا ہوں لہذا اس اس کی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد قاضی محمد سعد اللہ بقلم خود ۸۸ جالندھر چھاؤنی۔ گواہ شد:- بشیر احمد پسر موصی۔ گواہ شد محمد شجاعت علی انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۸۶۱۹ منکہ مریم بیگم زوجہ محمد رشید صاحب قوم راجپوت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن محمدی پور ڈاکخانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ حق مہر بذمہ خاوند موصیہ مبلغ صد روپیہ اس کے علاوہ میرے پاس نقد -/۱۹۰ زیور طلائی ایک تولہ ہے میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الراقمہ مریم بی بی زوجہ محمد رشید صاحب گورنمنٹ کوارٹر D ۔ ۳ قرول باغ دہلی۔ گواہ شد نذیر احمد باقر قرول باغ دہلی۔ گواہ شد محمد اسرائیل احمد قرول باغ دہلی۔

اکسیری گولیاں

ہر قسم کی اعصابی کمزوری کو دور کر کے طاقت کے ضائع ہونے کو روک دیتی ہیں افسردہ جوانی کو مسرت سے بدل دیتی ہیں۔ اور بڑھاپے میں جوانی کا رنگ بھر دیتی ہیں۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک وغیرہ مکمل کورس -/-/5

حمیدیہ فارمیسی قادیان

سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان کیلئے ضرورت

سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ جو اردو اور انگریزی میں اچھی علمی لیاقت رکھتا ہو۔ اور ان دونوں زبانوں میں آزادی سے گفتگو اور خط و کتابت کر سکتا ہو۔ محنتی ہو۔ تجارتی مذاق رکھتا ہو۔ جس کو مینیجنگ ڈائرکٹر صاحب کے اسسٹنٹ کے طور پر لگایا جائے گا۔ منتخب ہونے کی صورت میں دوران عرصہ ٹریننگ ۶۰ روپیہ ماہانہ دیا جائے گا۔ امتحانی عرصہ ایک سال ہوگا۔ اس کے بعد ان کو ۱۰۰-۱۰-۱۵۰ کا گریڈ دیا جائے گا۔ اس سے اگلے گریڈ کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں جلد از جلد بھجوا دیں۔

چیئرمین سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

قبر کے عذاب سے بچو

دنیا کی تمام مذہبی کتب سے ثابت ہے کہ جب لوگ اپنے مذہب کی اصل تعلیم کو فراموش کر کے گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ پھر ان کو راہ راست پر لانے کے لئے ایک مصلح مبعوث فرماتا ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں کی مقدس کتاب بھگوت گیتا میں لکھا ہے کہ "جب جب دنیا میں دھرم کو زوال آتا ہے اور پاپ زور پکڑتا ہے تب تب میں نمودار ہوتا ہوں۔ اور پاپ کو مٹا کر پھر سے دھرم کی شان کو دوبالا کرتا ہوں"۔ مگر اسلام کے پیشتر کے تمام مذاہب خاص خاص قوم و خاص خاص ملک کے لئے تھے۔ اس لئے جب وہ وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام اقوام کے لئے ایک ہی عالمگیر مذہب اسلام مقرر فرمایا تب دوسرے مذاہب میں ربانی مصلح مبعوث فرمانے کا سلسلہ موقوف کیا گیا۔ اور یہ سلسلہ اسلام میں جاری کیا گیا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا مصلح مقرر فرمائیگا۔ جو ان کے دین کو تازہ کرے گا۔ اگر کسی غیر مسلم کا دعویٰ ہو کہ اب بھی اس کی قوم میں یہ سلسلہ جاری ہے تو وہ کسی ربانی مصلح کو پبلک میں پیش کرے۔ ہم ہمیں ہزار روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر تا قیامت پیش نہیں کر سکتے۔ سلسلہ اسلام میں جاری ہے۔ اس طرح اس صدی میں

حضرت مرزا غلام احمد کا ظہور

ہوا۔ جو لوگ آپکو صادق نہیں مانتے ان کو یہ چیلنج دیا جاتا ہے کہ ان کی نظر میں اگر کوئی اور صاحب اس ربانی منصب کے صادق مدعی ہیں تو ان کو پبلک میں پیش کرو۔ ہم بیس ہزار روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ ورنہ یاد رکھو مرتے ہی منکر نکیر نامی دو فرشتے آئینگے۔ اور ہم نے اپنے زمانہ کے ربانی مصلح کو مانا یا نہیں اسکی پرسش ہوگی ماننے والے کے لئے جنت ہے اور منکر کے لئے اسی وقت سے عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ اسکے متعلق مزید لٹریچر صرف ایک کارڈ آنے پر مفت ارسال کیا جاتا ہے

خاکسار:- عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

ہمدرد نسواں

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ کا تحریر فرمودہ نسخہ

اٹھرا کے مریضوں کے لئے نہایت مجرب و مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ بارہ روپیہ

ملنے کا پتہ: دواخانہ خدمت خلق قادیان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

یہ سبزیاں کاشت کریں

ماہ اگست میں پھول گوبھی لعل بدخشاں درمیانی کا بیج بوئیں۔ ایک ماہ کے بعد پنیری تیار ہو کر کھیت میں لگانے کے قابل ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ بند گوبھی۔ گانٹھ گوبھی۔ شلغم۔ سنو بال۔ گولڈن مٹر۔ مولی گاجر پالک۔ ٹماٹر۔ سیم۔ چقندر۔ بینگن۔ پیاز۔ مونگرہ۔ میتھی۔ دھنیا۔ وغیرہ کے لئے زمین تیار کریں۔ مزید معلومات اور بیجوں کی اردو یا انگریزی فہرست کے لئے لکھیں

کسان اینڈ کمپنی سوداگران بیج چیمبرلین روڈ۔ لاہور

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲ ستمبر۔ جنرل سٹالن نے اٹامک بم کے متعلق تحقیقات کا انتظام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اٹامک بم کی تباہ کاریوں کے پہلے اعلان کے بعد روسی سائنسدانوں نے اپنا کام تیز کر دیا۔ اب سٹالن نے سائنسدانوں کو کہا ہے۔ کہ وہ چاہتا ہے۔ کہ وہ چھ ماہ کے اندر اندر اٹامک بم تیار کر لیں۔ اٹامک بم کے متعلق روسی تجربہ گاہ یورال کے پہاڑوں کے پیچھے کے علاقہ میں واقع ہے۔ امریکی اور برطانوی حکومتوں کے بیانات کہ روس کو اٹامک بم کے رازوں کے جاننے سے روکا جائیگا۔ کو روسی حکومت نے بُرا منایا ہے۔

گوام ۲ ستمبر۔ جنوبی بحرالکاہل میں ٹرک گروپ میں پھیلے ہوئے ۳۸ ہزار جاپانیوں کے ہتھیار ڈالنے کے معاہدہ پر دستخط ہو جائینگے۔ یہ فیصلہ ایک امریکن جہاز پر پانچ جاپانی نمائندوں کے ساتھ طے پایا ہے۔

دہلی ۲ ستمبر۔ گورنمنٹ ہند کے ہوم ممبر نے ایک انٹرویو کے دوران میں کہا۔ کہ سوشلسٹ پارٹی پر سے پابندیاں نہیں ہٹائی جائینگی۔ کیونکہ ۱۹۴۲ء کی تحریک میں اسی پارٹی نے زیادہ سرگرمی دکھائی اور فسادات میں حصہ لیا۔

دہلی ۲ ستمبر۔ گورنمنٹ ہند کے ہوم ممبر نے ایک انٹرویو میں کہا۔ کہ ستیارتھ پرکاش پر پابندی کا معاملہ سندھ گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر آریہ سماج نے ستیہ گرہ کیا۔ تو گورنمنٹ ہند کوئی مداخلت نہ کریگی۔

دمشق ۲ ستمبر۔ شام کی نئی گورنمنٹ نے شام پارلیمنٹ میں اپنا پروگرام پیش کیا۔ پارلیمنٹ نے ۷۵ ووٹوں کی حمایت اور ۲۹ ووٹوں کی مخالفت سے طویل بحث کے بعد جو صبح تک جاری رہی۔ نئی وزارت میں اعتماد کا ووٹ پاس کر دیا۔

لنڈن ۲ ستمبر۔ کیمبرج یونیورسٹی کے عربی کے پروفیسر مسٹر آر۔ اے نکولسن ۲۷ اگست کو ۷۷ سال کی عمر میں چل بسے۔ آپ برطانیہ میں اسلامک لٹریچر اور عربی کی سب سے بڑی سند تھے۔

شولاپور ۲ ستمبر۔ سر عبداللطیف ایم ایل اے (بمبئی) اور چند دیگر مسلمانوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ دوبارہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ ان لوگوں نے پہلے مسلم لیگ سے استعفیٰ دے دیا تھا۔

واشنگٹن ۲ ستمبر۔ امریکی فوجوں کے جنگی نقصان کے متعلق امریکہ کے جنگی اطلاعات کے دفتر نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس جنگ میں امریکہ کو ۱،۰۷۰،۶۸۰ سپاہیوں کا نقصان اٹھانا پڑا۔ ہلاک ۲۵۱،۰۴۵ زخمی ۶۵۱،۲۳۳ گم ۴۵،۹۵۵ جنگی قیدی ۱۲۲،۰۸۲ ہے۔

قاہرہ ۲ ستمبر۔ محمود شکری پاشا ڈائرکٹر جنرل مصری ریلوے نے اعلان کیا ہے۔ کہ حکومت مصر نے اپنا تجارتی بیڑا بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ مصر کی دو جہازی کمپنیوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ تجارتی جہاز تیار کریں۔

واشنگٹن ۳ ستمبر۔ دنیا کی دوسری بڑی جنگ آج سرکاری طور پر ختم ہو گئی۔ صبح آٹھ بجے ہتھیار ڈالنے کی شرائط پر خلیج ٹوکیو میں امریکن جہاز "میسوری" پر دستخط ہو گئے۔ اس وقت آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ اتحادی ہوائی جہاز سر پر منڈلا رہے تھے۔ اور "ڈیوک آف یارک" اور کنگ جارج دی ففتھ "میسوری" کے ساتھ ہی ساحل کے ساتھ لنگر انداز تھے۔ یہ رسم نہایت شاندار تھی۔ مگر بہت سادہ طریق پر چند ہی منٹ میں ادا ہو گئی۔ اس صلحنامہ کے مسودہ کی دو نقلیں کی گئیں۔ ایک اعلیٰ اتحادی کمانڈر نے اپنے پاس رکھ لی۔ اور دوسری نقل جاپانی کمانڈر کو دے دی۔ اتحادی مسودہ کی نقل پر سنہری اور دوسری پر کالی جلد بندھی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے جاپان کے فارن منسٹر شگمٹسو اور چیف آف سٹاف نے دستخط کئے۔ پھر اعلیٰ اتحادی کمانڈر جنرل میکارتھر اور ایڈمرل نمٹس نے دستخط کئے۔ اس کے بعد امریکہ۔ برطانیہ۔ روس۔ چین۔ آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ فرانس۔ ہالینڈ۔ نیدرلینڈ۔ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے نمائندوں نے دستخط کئے۔ اس موقعہ پر جنرل میکارتھر نے ایک مختصر سی تقریر میں بتایا۔ کہ میں ان تمام ذمہ واریوں کو جو مجھ پر عائد ہوتی ہیں۔ نہایت خوش اسلوبی سے نباہنے کی کوشش کروں گا۔ اور انسانی رواداری اور دیانتداری کو ہر وقت مدنظر رکھوں گا۔ مجھے کامل امید ہے۔ کہ جاپانی بھی ان شرطوں پر پوری طرح عمل پیرا رہینگے۔

اس مسودہ پر دستخط ہو چکنے کے بعد شہنشاہ جاپان نے جاپانیوں کے نام ایک اعلان جاری کیا۔ جسمیں کہا۔ کہ تمام محاذوں پر فوراً لڑائی بند کر دیں۔ اور وفاداری اور اطاعت کے ساتھ ان شرطوں پر عمل کریں۔ ہم نے اپنی فوجوں کو بلاشرط اتحادیوں کے حوالے کر دیا ہے۔ اور ہم اس بات پر راضی ہیں۔ کہ اعلیٰ اتحادی کمانڈر جو بھی حکم دیگا۔ ہم خوشی سے اس پر عمل کرینگے۔ ہم نے پوٹسڈم کانفرنس کی شرطیں بھی مان لی ہیں۔ اور تمام اتحادی قیدیوں اور نظربندوں کو جلد ہی چھوڑ دیں گے۔

جونہی میسوری جہاز پر ہتھیار ڈالنے کی رسم ختم ہوئی۔ اسی وقت پریذیڈنٹ ٹرومین نے وائٹ ہوس سے ایک مختصر سی تقریر براڈکاسٹ کی۔ جس میں بتایا۔ اس وقت امریکہ اور تمام مہذب دنیا کی نظریں میسوری جہاز پر لگی ہوئی ہیں۔ جہاں ابھی جاپانیوں کے ہتھیار ڈالنے کی رسم ادا کی جا رہی تھی۔ مگر آج سے چار سال قبل دنیا کی نظریں پرل ہاربر پر مرکوز تھیں۔ ہم اس وقت کو ہرگز نہ بھولینگے۔ جب ہمیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ ہم پرل ہاربر کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ اور بدامنی پیدا کرنے والے کو بھی نہ بھولینگے۔ ٹوکیو تک جانے کے لئے ہمیں نہ صرف لمبا رستہ طے کرنا پڑا۔ بلکہ خون بھی بہانا پڑا۔ پریذیڈنٹ ٹرومین نے صدر روزویلٹ کی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ انہوں نے جمہوریت کو بچانے اور دنیا میں امن اور اتحاد قائم کرنے کے لئے ان تھک کوشش کی۔ آپ کی ملکی خدمات سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ نے تقریر کے آخر میں ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے کسی بھی رنگ کی جنگی خدمات ادا کیں۔ آپ نے مزید کہا۔ ہمارے اتحادیوں کو اس فتح کی خوشی میں اصل کام کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ بلکہ اسی جذبہ اور ہمت سے اسے سرانجام دیں۔ جو اس جنگ کے جیتنے میں کارفرما تھی۔ آج ہم ایک نئے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس خدا کی مدد سے ہم نے آج یہ دن دیکھا ہے۔ اسی کی مدد سے اپنے اور ساری دنیا کے لئے امن کو جیتنے میں کامیاب ہو جائینگے۔ اس مسودہ میں حسب ذیل شرائط تھیں۔ جن پر دستخط ہوئے۔

(۱) ہم شہنشاہ جاپان کے نمائندے انکی طرف سے اتحادی اقوام کے مسودہ پر دستخط کرتے ہیں۔ اسکی تمام شرائط ہمیں منظور ہیں۔

(۲) ہم اس وقت تمام اتحادی اقوام کے سامنے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال رہے ہیں۔

(۳) تمام جاپان میں لڑائی بند کر دینے کا عہد کرتے ہیں۔

(۴) تمام جاپانی کمانڈروں کو حکم دے دیا جائیگا۔ کہ وہ بغیر کسی قسم کی مزاحمت کے بلاشرط ہتھیار ڈال دیں۔

(۵) سول۔ ملٹری اور نیول تمام محاذوں کے کمانڈروں سے ہتھیار رکھوا لئے جائینگے۔

(۶) پوٹسڈم کانفرنس کی تمام شرائط پر ہم وفاداری سے عمل کرینگے۔ یا جو بھی حکم اعلیٰ اتحادی کمانڈر کی طرف سے جاری ہو ہم اس پر عمل پیرا ہونگے۔

(۷) تمام اتحادی قیدیوں اور نظربندوں کو رہا کر دیا جائیگا۔ اور ان کو بندرگاہوں تک پہنچانے کا انتظام کیا جائیگا۔

(۸) شہنشاہ جاپان کی حیثیت اعلیٰ اتحادی کمانڈر کے ماتحت ہوگی۔

لنڈن ۲ ستمبر۔ ہانگ کانگ کا انتظام انگریزی فوجوں کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۲ ستمبر۔ پریذیڈنٹ ٹرومین نے کانگرس کے سامنے ایک رپورٹ پیش کی ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ جون ۱۹۴۵ء تک امریکہ کی طرف سے ہندوستان کو ادھار پٹے کے ماتحت ۲ ارب روپیہ کا مال بھیجا جا چکا ہے۔ اس اثنا میں ہندوستان کی طرف سے امریکہ کے لئے پچاس کروڑ ۶۷ لاکھ ڈالر کا مال امریکہ بھیجا گیا۔ امریکہ کی طرف سے ہندوستان کو جو مال بھیجا گیا ہے۔ اس میں زیادہ تر جنگی سامان اسلحہ اور مشینری شامل ہیں۔ اس وقت تک امریکہ اتحادی ملکوں کو ۴۲ ارب ڈالر کا مال ادھار پٹے کے ماتحت بھیج چکا ہے۔ رپورٹ میں مذکور ہے۔ کہ اگر اس وقت ان ملکوں سے قرضے واپس مانگے گئے۔ یا انہیں امریکہ کے لئے مال بھیجنے پر مجبور کیا گیا۔ تو دنیا میں اقتصادی گڑبڑ پیدا ہو جائیگی۔ جس کا نتیجہ تیسری جنگ عظیم کی صورت اختیار کرے گا۔

بیروت ۲ ستمبر۔ شام اور لبنان میں حکومت فرانس کی حیثیت کیا ہوگی۔ اس موضوع پر گفت و شنید کا سلسلہ رک گیا تھا۔ لیکن اب آئندہ ہفتہ پھر اس پر مذاکرات شروع ہو جائینگے۔ نمائندہ فرانس پچھلے چند روز میں کئی بار وزیر خارجہ لبنان سے ملاقات کر چکا ہے۔

دمشق ۲ ستمبر۔ گذشتہ سال کے مقابلہ میں امسال شام میں چاولوں کی فصل تین گنا زیادہ ہوئی ہے۔ یہ اطلاع شام کے وزیر زراعت کے بیان سے اخذ کی گئی ہے۔